SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday August 20, 1998

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty minutes after five in the evening with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وما کان لنبی ان یغل و من یغلل یات بما غل یوم
القیمة ثم توفیٰ کل نفس ماکسبت وھم لا یظلمون O
افمن اتبع رضوان اللہ کمن بآء بسخط من اللہ وما وٰیہ
جھنم ط و بئس المصیر O

ترجمہ : اور کبھی نہیں ہو سکتا کہ پیغمبر (ص) خیانت کریں اور خیانت کرنے والوں کو قیامت کے دن خیانت کی ہوئی چیز (خدا کے روبرو) لاحاضر کرنی ہوگی ۔ پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور بے انصافی نہیں کی جائے گی O بھلا جو شخص خدا کی خوشنودی کا تابع ہو وہ اس شخص کی طرح (مرتکب خیانت) ہو سکتا ہے جو خدا کی ناخوشی میں گرفتار ہو اور جس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ برا ٹھکانہ ہے ۔

جناب چیئرمین۔ جزاک اللہ۔ Panel of Presiding Officers

PANEL OF PRESIDING OFFICERS

In pursuance of sub rule 1 of rule 14 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988, I nominate the following members in order of precedence to form a Panel of Presiding Officers for 88th Session of the Senate of Pakistan:

1. Ch. Muhammad Anwar Bhindar,
2. Syed Iqbal Haider,
3. Mr. Mohammad Akram Zaki.

جناب چیئرمین۔ پچھلے دنوں ڈاکٹر محبوب الحق صاحب اور قاری خوشی محمد صاحب انتقال کر گئے تھے۔ ان کے لئے فاتحہ کریں۔

(فاتحہ پڑھی گئی)

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین۔ جی Leave applications جی جناب سرانجام خان نے نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 20 تا 23 اگست کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر 86th (چھیاسیویں) اجلاس کے دوران مورخہ 2 اور 3 جولائی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے، اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین ۔ سردار منصور احمد خان لغاری صاحب نے ذاتی وجوہات کی بنا پر گزشتہ 87th (ستاسیویں) اور موجودہ 88th (اٹھاسیویں) مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین ۔ جناب خان عباس سرفراز صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر 86th (چھیاسیویں) اجلاس کے دوران مورخہ 2 اور 3 جولائی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے 'اس لئے انہوں نے ایوان سے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے 'کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین ۔ جناب احسان الحق پراچہ صاحب ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے 86th (چھیاسیویں) مکمل اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے اس لئے انہوں نے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ' کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین ۔ جناب نثار محمد خان صاحب ۔

جناب احسان الحق پراچہ۔ جناب والا! پچھلا اجلاس جولائی میں جو ہوا ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ وہ 86th ہی تھا میرا خیال ہے ' جناب نثار محمد خان صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 20 اور 21 اگست کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ' کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین ۔ ایم ظفر صاحب نے ناسازی طبع کی بنا پر مورخہ 20 اور 21 اگست کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے ' کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین ۔ جناب عبدالصمد ڈوگر صاحب نے علالت کی بنا پر 20 اور 21

اگست کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ جناب انور خان درانی صاحب نے علالت کی بنا پر 20 اور 21 اگست کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین ۔ ڈاکٹر جمیل الدین عالی صاحب نے بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر 20 اور 21 اگست کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ اس کے علاوہ اطلاع ہے جی کہ اسحاق ڈار صاحب اور مشاہد حسین صاحب کسی وجہ سے آج اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

میاں رضا ربانی ۔ جناب پوائنٹ آف آرڈر۔

Mr. Chairman: Raza Rabbani Sahib on a point of order.

POINTS OF ORDER

i) RE: THE FEDERAL GOVERNMENT IS UNDER GREAT STRAIN

Mian Raza Rabbani : Sir, I am grateful to you and while raising this point . I am fully conscious of the fact that the nation at this moment is perhaps caught up in the gravest crises in its 50 years of existence, be it internal or be it on the international front every where it is totally isolated. But I think that in such circumstances in which the country is facing a total economic collapse , in which the country is facing a total paralysis of the administrative machinery and in a situation where internationally it stands totally isolated , not only in the world but even with its neighbours. The importance of this Session

of the Senate cannot be undermined and keeping that in mind, sir, that this House represents the Federation of Pakistan, that this House represents the federating units of Pakistan and therefore, at a time when due to the myopic policies of this Government, the Federation is under great strain. It is all the more imperative that each and every member belonging to the Senate be present in the Senate of Pakistan so that he can take part in the debate that is to come in the days that follow. In this regard I would like to draw your attention to the fact that as the Senate convenes today, two Senators, one being Senator Asif Ali Zardari and the other being Senator Islamuddin Sheikh , both under detention, being held captive, being prevented forcibly by this regime from coming and discharging their duties in the Senate of Pakistan, are not present.

The Leader of the Opposition wrote a letter to you on the 17th of August, 1998 in which he had requested that you, under Rule 72(a) of the Rules of Conduct of Business of the Senate, kindly issue orders of production for both the Senators and in that letter the Leader of Opposition had pointed out to you, because earlier you had said that you would like to hear or you would like to know as to what is the necessity and in that letter the Leader of the Opposition has mentioned the necessity. That requires Senator Zardari and the necessity that requires Senator Islamuddin Sheikh to be present in this House. But it is unfortunate sir, that still the orders of production for those two Senators have not been issued by you, when in the past it would be recalled sir, that over a hundred and sixty orders were passed mechanically by you for summoning Senators belonging to the PML(N) and for Senators belonging to MQM. And the MQM Senators did attend not only the session of the Senate but also meetings of the Standing Committees regardless of the fact that whether they were held in

Islamabad or they were held at Bhurban or they were held at Murree. But in this case where it has been explicitly pointed out the necessity, necessity No.1that was pointed out in that letter was...........

(interruption)

جناب چیئرمین- وہ ساری ہے جی - سوال صرف اتنا ہے کہ as you know this matter is still under discussion ا گر آپ کی بحث مکمل ہو گئی ہے تو then I can give my ruling in the next sitting.

Mian Raza Rabbani: Sir, the point is that how long.

جناب چیئرمین- پہلے یہ بتائیں کہ آپ کی جانب سے اس مسئلے پر بحث مکمل ہو چکی ہے -

میاں رضا ربانی- ہو چکی ہے جی -

جناب چیئرمین - او کے - then I would like to hear the Law Minister, may be tomorrow if the Law Minister can be here اور میں اگلے چند دنوں میں رولنگ دے دیتا ہوں پھر اس کے بعد جو criterion بن جائے -

Mian Raza Rabbani: Sir, the Law Minister has given his point of view in detail and why don't you pass an order on the necessity given in this letter.

Mr. Chairman: This is precisely the question. What is necessary? Is this necessary?

Mian Raza Rabbani: Yes.

جناب چیئرمین- تو یہی تو بحث ہے ناں بھئی -

Mian Raza Rabbani: Sir, Islamuddin Sheikh is the only member of his party in this House, if he is not being represented then where is that party

going.

جناب چیئرمین۔ اسی پر میں نے فیصلہ کرنا ہے جب میرا فیصلہ آ جائے گا اس کی روشنی میں پھر میں ruling دوں گا۔

میاں رضا ربانی۔ جناب آپ کا فیصلہ جب آئے تو سر آنکھوں پر لیکن اس وقت تک federating units کیا کریں گے۔

جناب چیئرمین۔ اگر آپ کی بحث مکمل ہو گئی ہے تو اگلے چند دنوں میں آ جائے گا۔

میاں رضا ربانی۔ جناب چیئرمین صاحب! آپ اس خط کے اوپر جو necessity دی گئی ہے آپ نے اتنا عرصہ اس مسئلہ کے اوپر بحث کی آپ نے اس مسئلے پر بحث اتنا عرصہ سنی اس کے بعد آپ کی رولنگز بھی آئیں سپریم کورٹ نے جو پچھلا فیصلہ دیا تھا جس میں سینیٹر زرداری کو یہاں پر آنے کے لئے کہا تھا اس میں سپریم کورٹ نے، اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ پڑھ کر سناتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ نہیں وہ سارا مجھے پتہ ہے جی۔

میاں رضا ربانی۔ جناب چیئرمین! آپ پہلے یہ فرماتے تھے کہ جی ہائی کورٹ کی جو رولنگ ہے اس کے تحت مجھے یہ -----

جناب چیئرمین۔ وہ ہے، ابھی بھی ہے۔

میاں رضا ربانی۔ جناب آپ مجھے ایک منٹ مکمل بات کر لینے دیں۔ اگر اس بات کو مانا بھی جائے اول تو میں کہتا ہوں اگر آپ اس Judgement کو پڑھیں گے تو پھر para 7 کو چھوڑ کر آپ para 8 downward پڑھیں۔ then you have to read the whole judgement

جناب چیئرمین۔ سارا پڑھوں گا ناں، میں یہی تو کہہ رہا ہوں۔ وہ ساری پڑھیں گے۔

Mian Raza Rabbani: That is No.1. No.2, the basic principle governing the production of a Senator has been laid down by the Supreme Court in that leave granting order. If you are holding the judgement of the High Court

as a bar then right now for an interim period till such time as you may come to a final conclusion as to what constitutes necessity or not, till that time you have the order of the Supreme Court which lays down the parameters and under those parameters for both the Senators you should have issued the orders of production.

Mr. Chairman: All this I will take into account.

Mian Raza Rabbani: Sir, no. That would be at a later stage. I am talking about now.

Mr. Chairman: I am sorry. I am sorry.

Mian Raza Rabbani: Right now the interim, you have the judgement of the Supreme Court.

Mr. Chairman: I am sorry I can't do it, I will do it after hearing the Law Minister.

Mian Raza Rabbani: But why can't you do it?

Mr. Chairman: I can't do it.

Mian Raza Rabbani: Sir, why can't you do it? If the judgement of the Supreme Court was coming in your way at that time pass then an interim order. Mr. Chairman at that time you have said ," the judgement of the High Court is coming in my way to pass in an interim order."

جناب چیئرمین: میں کچھ نہیں کہہ رہا ہوں ۔ میں نے صرف یہ point out کیا تھا کہ ہائی کورٹ ججمنٹ کے تحت یہ تین criteria ہیں، تو مجھ سے آپ بحث کریں۔ اب آپ نے بحث کر لی ہے اور مکمل ہوگئی تو پھر میں فیصلہ کردوں گا۔

میاں رضا ربانی: جناب interim order تو آپ کریں ناں۔

جناب چیئرمین: بھئی میں نہیں کرسکتا interim۔

Mian Raza Rabbani: Sir, why can't you pass the order? If it is that, sir, why you have done such job.

Mr. Chairman: I am sorry, I can't do it.

دیکھیں جو میری سمجھ ہے جو عقل ہے اس کے مطابق ہی کروں گا۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے یہ بات۔

Mian Raza Rabbani: Sir, you can't have your cake and eat it too. You can't say that the judgement of the High Court is favouring or feel that it is favouring you, you say that, "No, I am going to abide by that or I am bound by that." But here you have a Supreme Court judgement which is laying the broad way for an interim order. You have that judgement, you have the necessity given here.

Mr. Chairman: All these will be considered.

Mian Raza Rabbani: Sir, that is, when you are passing a final order. I am talking about the interim.

Mr. Chairman: I can't do it.

Mian Raza Rabbani: Why can't you do it in the interim.

جناب چیئرمین: میری سمجھ میں یہی آتا ہے اور میں نہیں کرسکتا۔ اگر آپ کی بحث مکمل ہوگئی ہے تو ان ساری چیزوں پر غور کرکے میں اگلے چند دنوں میں فیصلہ کردوں گا۔ راجہ صاحب اگر کل آپ مہربانی کرکے لاءمنسٹر صاحب کو کہیں کہ ان points پر تیار ہوں اور اپنی بحث مکمل کرلیں اور انشاء اللہ in the next two, three days we will do it. جی جناب فرمائیے اقبال حیدر صاحب۔

ii) RE: THE USA HAS CALLED BACK THE NON ESSENTIAL STAFF OF ITS EMBASSY IN PASKISTANAND ALSO INSTRUCTED THE AMERICANS IN GENERAL AVOID VISITING PAKISTAN

سید اقبال حیدر۔ میں آپ کا اس اجازت پرمشکور ہوں اور آپ کے توسط سے میں حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ حالیہ چند دنوں میں انتہائی سنگین نوعیت کے میرے ملک میں تشویشناک واقعات رونما ہوئے ہیں اس پر پوری قوم ششدر ہو کر رہ گئی ہے ، فکرمند ہے اور ہر شخص کے ذہن میں بڑی تشویش پائی جاتی کہ ہمارے ملک میں جس طرح سے بتدریج حالات بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں اس کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ ہمارے عوام اپنے جان و مال کے تحفظ کے بارے میں مکمل بے یقینی کی صورتحال سے دو چار ہیں بلکہ عدم تحفظ کی انتہا یہاں تک ہے کہ کسی کو بھی اپنے جان و مال کے بارے میں یقین نہیں اور بہت سے لوگ میرے شہر کراچی میں تو یہ کہنے لگے ہیں کہ

زندگی ایک حادثہ ہے ۔ موت تو یقینی ہے۔

اور جس جس طرح سے حالات خراب ہوئے ہیں جناب وہ نہ صرف پاکستانیوں کے لئے باعث تشویش ہیں بلکہ ہمیں دکھ اور افسوس ہے کہ اس مرحلے پر جبکہ قوم کو بھارتی جارحیت کا بھی سامنا ہے ، قوم کو ایک نئے challenge کا سامنا ہے ، معیشت کو ازسرِنو مضبوط سطح پر ، خود انحصاری کی سطح پر بنانے کا سامنا ہے۔ تو ایسے موقع پر امریکی حکومت کا یہ فیصلہ بھی تشویشناک ہے کہ اس نے اپنے تمام تر غیر ضروری افسران کو واپس بلا لیا ہے۔ Non-essentional جو انہوں نے term استعمال کی ہے ۔ نہ صرف یہ کہ انہوں اپنے سفارتخانے کے افراد کو واپس بلایا ہے بلکہ اپنے تمام دیگر کمپنیوں کے اعلیٰ عہدے داران ، بزنس مین اور ایک عام امریکن شہری کو یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ پاکستان میں اپنے دوروں کو جہاں تک ممکن ہو ملتوی کریں اور انہوں نے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں Avoid visiting Pakistan ۔ جس سے یقینی طور پر پاکستان کے عزت کے بارے میں ، وقار کے بارے میں ، ملک میں بھی اور بیرون ملک میں بھی شدید دھچکا پہنچا ہے اور اس ملک میں سے سرمایہ کاری کے عمل کی بڑی سخت حوصلہ شکنی ہو گی۔ جس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جب ملک میں دہشت گردی ہو ، چاہے وہ لسانی ہو یا فرقہ وارانہ ، اس کی سرکوبی کرنے

میں حکومت کوتاہی برتی نا اہلی کا ثبوت دے تو اس طرح کے فیصلے دیگر ممالک ، غیر ملکی حکومتیں کرنے پر مجبور ہوتی ہیں۔ جب غیر ملکیوں نے دیکھا کہ ۵۱ ویں یوم آزادی کے موقع پر میرے شہر کراچی میں لوگوں کو آزادی کے قومی نغمے گانے بجانے سے روکا گیا ہے ، ان مردود دہشت گردوں نے میرے شہر کراچی میں پاکستان کے پرچم کو جلایا ہے جو کہ صوبائی اور وفاقی حکومت کا حصہ ہیں۔ مجھے غم و غصہ ہے اور آج کے نوائے وقت کی بھی یہ خبر ہے کہ ایک بار پھر پاکستان کے پرچم کو جلانے کا کراچی میں دوسرا واقعہ ہوا اور اس کے بارے میں پولیس نے مکمل لاعلمی کا اظہار کیا۔ حکومت اتنے سنگین واقعات پر لاعلم ہے اور جب میں نے پیر کے دن یہ بیان دیا اور احتجاج کیا تو پھر حکومت کے کان پر جوں رینگی اور انہوں نے پاکستان کا جھنڈا جلانے والوں کے خلاف کارروائی کرنے کا اعلان کیا ۔ وہ بھی جب میں نے احتجاج کیا۔ حکومت کو خود یہ خیال نہیں آیا کہ اتنے سنگین واقعے کا خود بھی نوٹس لے ۔ میں ایک باشعور شہری ہوں، مجھے اپنے شہر اور ملک میں ہونے والے واقعات کا علم ہوتا ہے۔ یہ حکومت کی لاعلمی ہے کہ دوسرے واقعے پر بھی وہ لاعلم ہے۔ جناب چیئرمین! بات یہاں تک نہیں ہے۔ میرا شہر اسلام آباد بھی اتنا ہی عزیز شہر ہے جتنا شہر کراچی ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : خواجہ صاحب ان کو بات مکمل کرنے دیں پھر آپ کو موقع ملے گا۔ اقبال حیدر صاحب مختصر کریں ۔

iii) RE PUTTING PAKISTAN FLAG UNDER THE FEET AND THEN BURNT.

سید اقبال حیدر۔ میں جناب ختم کر رہا ہوں۔ ۱۷ اگست کے دن اسی شہر اسلام آباد میں پاکستان کے پرچم کی پامالی کی گئی کھلم کھلا۔ وزیراعظم پاکستان موجود تھے۔ تقاریر کرنے والوں کے پاؤں تلے پاکستانی پرچم ہے جس کی فوٹو "خبریں" اخبار نے ۱۸ اگست کو شائع کی ہے اور وہاں تمام حکام موجود تھے۔ پاکستانی پرچم ان کے پاؤں تلے تھا ایک ڈکٹیٹر کی برسی مناتے ہوئے۔ یہ انہوں نے کیا۔ جب پاکستانی پرچم کا تحفظ نہ ہو تو بین الاقوامی شہری اور دیگر ممالک کے شہری بھی اپنے آپ کو عدم تحفظ کا شکار محسوس کرتے ہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ امریکیوں نے پہل کی ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: اقبال حیدر صاحب! آپ ایک پوائنٹ آف آرڈر پر ۱۰ چیزیں گنوا رہے ہیں۔

سید اقبال حیدر: نہیں جناب آپ بار بار تو مجھے اجازت نہیں دیں گے۔ تمام معاملات کا تعلق دہشت گردی سے ہے۔ دہشت گردوں کی سرکوبی کرنے کی بجائے حکومت ان کو رہا کرتی ہے۔ ان کے خلاف مقدمات واپس لیتی ہے اور ان کو معاوضہ کے طور پر کروڑوں میں رقم دیتی ہے۔ اس کے بعد حکومت سندھ کے وہ محکمے انہیں دیئے جاتے ہیں جہاں سے وہ روز ۴،۳ کروڑ روپے کماتے ہیں اور جس کے ذریعے وہ اسلحہ خریدتے ہیں اور کراچی کے عوام کی لاشوں پہ سیاست کرتے ہیں۔ حکومت سیاسی مصلحت کا شکار ہے اور اپنے اقتدار کو بچانے کے لئے عوام کی جانوں کی قربانی دے رہی ہے۔ اس پر یہ خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں۔ میرا ان سے احتجاج ہے کہ خدارا! اگر تم پاکستانی پرچم بچانے کی اہمیت نہیں رکھتے تو فوری طور پر استعفیٰ دو، تمہیں حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جی جناب چوہدری شجاعت حسین صاحب۔

چوہدری شجاعت حسین۔ جناب چیئرمین! یہ اور ان کی لیڈر بار بار استعفیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ بہرحال جہاں تک ۱۴ اگست کو جھنڈا جلانے کا تعلق ہے تو ۱۴ اگست کو جب یہ واقعہ ہوا شام کو ہم نے جب پرائم منسٹر صاحب کو رپورٹ کی تو اسی دن ہی انہوں نے آرڈر کر دیئے اور اس دن سے لے کر آج تک کئی آدمی گرفتار ہو چکے ہیں۔ جھنڈا جلانے والوں کو سخت سے سخت سزا دی جائے گی۔ پرائم منسٹر نے پرسوں پھر پوچھا ہے اور اگر اس کی مکمل detail آپ چاہتے ہیں تو میں کل ہاؤس میں پیش کر دوں گا۔

جناب چیئرمین: جی فارن منسٹر صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جی Minister of State for Foreign Affairs Siddique Kanju

Mr. Muhammad Siddique Khan Kanju: Thank you sir, in fact I

am very thankful to the honourable Senator that he , by stating certain things , has given me an opportunity and through you I would submit to the members of this very august House, certain facts , which unfortunately my friend from the other side has been able to overlook. The facts are sir, that early this week the US Embassy informed the Government of Pakistan that the United States administration has taken a decision to withdraw its non-essential personnel and dependent family members from its Embassies in a number of countries including Pakistan.

(interruption)

جناب چیئرمین: بھئی یہ حکومت امریکہ کا فیصلہ ہے ان کا تو نہیں - ان کو کیوں آپ الزام دے رہے ہیں؟ ان کو بات مکمل کرنے دیں۔

Mr. Muhammad Siddique Khan Kanju: Sir, after I have been through with this, I think I will be more than happy to response to any query. Sir, the other countries, I will come over that, sir, the US authorities have assured us, however that this evacuation is temporary and since the US Government is keen to continue the extensive ongoing cooperation between our two countries and maintain the friendly relations which exist between Pakistan and United States. All essential services will be maintained in Pakistan and no post in Pakistan is being closed. We understand that the US Government has taken this decision in the light of recent bombings in East Africa and various potential threats to American interests abroad. The US administration has also instructed his diplomatic post around the world to take appropriate security measures and American citizens travelling abroad have been asked to take security precautions. While taking this decision, on its own assessment of the extent of security

measures required for its personnel , the US administration has expressed appreciation and gratitude for the superb security support that has always been received from the Government of Pakistan.

The US administration has also taken care to clarify that all these measures were only being taken to enhance the security arrangements for its citizens. They also said that this decision , in no way reflected a lack of confidence in Pakistan's ability to protect US citizens. Similarly the United States counsellor services which were temporarily suspended to the evacuation process will also be restored from next week that is Monday the 24th August, 1998. Special attention will be paid to emergency cases and students wishing to proceed to the United States for higher study. The Government of Pakistan fully understands the precautionary nature of the American decision and is confident that this temporary withdrawal of its non-essential Embassy personnel will not effect our mutual cooperation.

Mr. Chairman Sir, let me avail this opportunity by saying that as we have always stated on a number of occasions, the Government of Pakistan for its part is fully committed to opposing and combating terrorism in all its forms. We have not and will never allow our soil to be used for carrying out terrorist activities which put in jeopardy innocent lives either of Pakistanies or of others. We have cooperated with a number of countries around the world in countering terrorism. This fact has been acknowledged by all countries of the world including the United States. I may add here sir, that while the US Government has advised its citizens to leave Pakistan temporarily as a precautionary measure a number of them felt the need to do so.. Furthermore, the evacuation have been effected only for the US personnel and no other Embassy or international organization has felt the necessity to do so.

Here I may add Sir that the other countries where non-emergency staff is being asked to leave are Kenya, Tanzania, Egypt, Malysia, Yemen, Albania, Eriteria and these are the countries where such like measures have been taken by the US government. I thank you, Mr. Chairman.

جناب چیئرمین: جی خواجہ قطب الدین صاحب آپ کا کیا نکتہ ہے۔

خواجہ قطب الدین : جناب میرا پوائنٹ سینیٹر اقبال حیدر صاحب کے comments سے related ہے۔

جناب چیئرمین: وہ تو ختم ہو گئی بات ناں۔ رضا صاحب آپ جانتے ہیں کہ point of order جب raise کیا جاتا ہے تو اس کا جواب آتا ہے۔ اس میں بحث نہیں ہوتی۔ Let me first hear the the honourable Member اس کے بعد پھر دیکھتے ہیں۔ جی جناب قطب الدین صاحب۔

خواجہ قطب الدین : انہوں نے اخباری comments کو بتایا اور کہا کہ ہمارے جو Coalition partners ہیں وہ دہشت گرد ہیں اور یہاں میں نے ان کو یہ بتایا کہ اس کے اندر انہوں نے بہت ہی Strongly Contradict کیا ہے کہ انہوں نے ایسی کوئی حرکت نہیں کی ہے۔ میں ان سے fully agree کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ پورا ہاؤس یہ کہے گا۔ There are no two opinions about it کہ اگر ہمارا کوئی Flag جلاتا ہے تو اس کو سخت سے سخت سزا دینی چاہیے۔ لیکن جس طریقے سے ہمارے سینیٹر صاحب نے کہا۔ اور ان Coalition partners کو مردود کہا۔ تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہی مردودوں سے ' انہی terrorists سے ان کی لیڈر بھیک مانگ رہی ہے کہ cooperation کریں۔ پتہ نہیں یہ کس جگہ ہیں۔ ان کی لیڈر کچھ کہہ رہی ہے اور یہ پرنسپل لوگ کچھ اور کہہ رہے ہیں۔ اب جن کو انہوں نے terrorists کہا ' سب کچھ کہا ' آج ان کی طرف ایک olive branch بڑھا رہی ہیں اور کہتی ہیں کہ بھئی میں آپ سے بات کرنا چاہتی ہوں۔ میں اسی پہ کہہ رہا ہوں کہ یہاں یہ کچھ کہہ رہے ہیں اور وہاں ان کی لیڈر اور کچھ کہہ رہی ہیں۔

جناب چیئرمین: OK جی۔ جی جناب شفقت محمود صاحب۔

Mr. Shafqat Mehmood : Thank you Sir. Sir, the Minister of Interior as well as the Minister of Foreign Affairs and other spokesmen of the government have been claiming for some time that the security in this country is so good, that every criminal is caught and every gangster is being punished.

Actually, Sir, the situation of the security in the country is so bad that dead bodies are falling in Karachi and in any other part of the country all kinds of murders, dacoities, theft, crime against property, crimes of all kinds are on the increase and then the government is claiming that sufficient security has been provided.

I ask you a simple question, if there was security in the country, would the American personnel leave. Have they left because there is security in the country or have they left because there is no security in the country. I mean there seems to be a tremendous contradiction that on the one hand the Minister claims that we have provided the best security to the American personnel in Pakistan and they are satisfied with it. And they are so satisfied that they have asked 3/4th of the members and their families serving in Pakistan to leave the country. Sir, are we being made fools ? What kind of argument is this ? There is no balance in this.

So would you please try to explain. Mr Minister, you said that you are [illegible] is this a reflection of security or is this a reflection of lack of security ?

جناب چیئرمین: نہیں میرا خیال ہے یہ معاملہ تو اب ہو گیا ناں ۔ حبیب جالب بلوچ صاحب۔

(interruption)

Mr. Chairman: During the point of order, you can only get a reply, and not get involved into the discussion.

Mian Raza Rabbani : If today, after 120 days , in violation of the Constitution , after exactly 120 days, the last session of the Senate was summoned by this Government on the 20th of April and today is the 20th of August, exactly, 120 days have intervened and this Government has failed to summon the session of the Senate. So, it is not our fault . I would , therefore , kindly request you that today is the 1st day, this question of American evacuation , the question of handing over of terrorists, is very improtant. There are certain news items which have again appeared in today's press that the people of this country are being laid up at the garden park again, like they were at the time of Aamil Kansi. We are getting news reports from foreign newspapers. "New York Times" is reporting that Pakistan has captured two more people in connection with the Kenyan bombing, that one person was arrested and has been deported. The Pakistan Government fails to take its people into confidence. Pakistan's national security is at risk for the simple reason that those alleged terrorists are supposed to be operating from Afghanistan. So, you have a situation on that border. You have a situation where the Americans are withdrawing. I have a great deal of respect for the honourable Minister of State for Foreign Affairs but I am absolutely shocked, I am bewildered. I am absolutely taken aback that he is feeling happy and proud by reading out the list of countries in which Pakistan has been bracketted , in which the Americans are pulling out. Those are all high risk terrorist affected States. That means Pakistan has unofficially been declared by the United States as a terrorist's

State. That is what it means if he is so happy that Pakistan is being bracketted in the light of those countries.

Mr. Chairman: Yes, please Kanjo Sahib.

Mr. Muhammad Siddiq Khan Kanjo: Sir, I think it is nothing to be carried away with that we are being decalred as such. I just on a query from an honourable Senator listed out the names of the countries like Malaysia, Egypt and other countries where the American administration has taken such like decisions. Over what Mr. Shafqat Mahmood Senator has just come out with, I was quoting the Americans themselves. What they had said was that this was about the security and I quote again Sir, that basically it was they who had said that the Americans had said about the securities of their officials......

(interruption)

جناب چیئرمین۔ اس میں آپ بحث میں تو نہیں پڑ سکتے۔

جناب محمد صدیق خان کانجو ۔ اگر آپ میری عرض سن لیں گے۔

جناب چیئرمین۔ جی جی فرمائیے۔

جناب محمد صدیق خان کانجو۔ اس میں وہ چیز ہے جو ہو چکی ہے میں اس کے متعلق

I am trying to, very humbly submit to you sir, I am trying to inform the honourable memebers of this House کہ جو انہوں نے کہا میں اس کے مطابق یہ کہتا ہوں کہ there is always I am not کہ آج جس طرح آپ بیٹھ کر کہہ رہے ہیں کہ یہ جناب والا ! border

I think Sir, in the course of this very session we would welcome a detailed debate over the Foreign Policy in this very august House.

(interruption)

Mr. Chairman: OK.

Mian Raza Rabbani: Give us the date for that.

Mr. Chairman: I can't give you a date today.

(interruption)

Mr. Chairman : I have to fix it.

میری بھی کوئی ذمہ داری بنتی ہے۔

(interruption)

Mr. Muhammad Siddiq Khan Kanjo: I am terribly sorry to see this that the honourable member have just got excited over this.

Mr. Chairman: OK. Habib Jalib Sahib. Raza Sahib, please sit down.

Mian Raza Rabbani: Give us a date.

Mr. Chairman: No date, please sit down. Habib Jalib Sahib, Please Raza Sahib sit down. Raza Rabbani Sahib please please sit down.

ڈیٹ دینا بعد میں، میں بات کر کے خود fix کر دوں گا۔ جب ایک offer آ گئی ہے تو ہو جائے گا۔ آپ بیٹھیں، صدیق کانجو صاحب please sit down آپ آرام سے بیٹھیں، آرام سے بیٹھیں۔ حبیب جالب صاحب۔ جی جی فرمائیے۔

جناب حبیب جالب بلوچ۔ شکریہ، جناب چیئرمین! میں بھی وزیر مملکت صاحب سے ذرا، انہوں گورنمنٹ آف پاکستان کی جانب سے کچھ assurances دی ہیں۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ پاکستان ایک پرامن ملک ہے، ہم دہشت گردی، terrorism کے خلاف ہیں چاہے وہ individual ہو یا state sponsored terrorism ہو اس کے ہم خلاف ہیں اور نہ ہی ہم نے اس طرح کے کوئی اڈے terrorist bands کے provide کئے ہیں لیکن میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ مجھے بتائیں، وزیر داخلہ صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں 1978 سے لے کر اب تک پاکستان کی سرزمین کو ہمسایہ ممالک میں مداخلت کرنے کے لئے terrorism کو export کرنے کے لئے اور وہاں اپنی مرضی کی حکومت کو install کرنے کے لئے اڈے قائم ہیں اور بہت سی پارٹیوں

کے دفاتر بھی قائم ہیں وہ جلسے کرتے ہیں جلوس نکالتے ہیں حتیٰ کہ اپنے مسلح گروپس کی تشکیل کے لئے ان کے لوگ اور ہمارے لوگ یہ سب آپس میں مل بیٹھ کر مختلف انسٹی ٹیوشنز سے لوگ بھیجتے ہیں اور اخبارات کی زینت بنتے ہیں اور ان کے دفاتر کس بنیاد پر قائم ہیں اس وقت پاکستان میں کس قانون کے تحت یہ دفاتر قائم ہیں جو اپنے ہی ملک کے اندر جو دہشت گردی میں انہوں نے بڑے بڑے نام کمائے ہیں اس کو تو نہیں چھپایا جاسکتا ۔ اور انہوں نے یہ جو statement دی ہے۔ یا اس statement کو negate کریں یا پھر اس کی وضاحت کریں۔

جناب چیئرمین۔ کس کی وضاحت کریں کیا کہنا چاہ رہے ہیں آپ۔

جناب حبیب جالب بلوچ: میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت افغانستان کی بہت سی ایسی پارٹیاں ہیں جو افغانستان میں دہشت گردانہ سرگرمیاں جو اپنے عوام کے خلاف کر رہی ہیں ان کے دفاتر تو پاکستان میں کھلے عام موجود ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ کون سے دفاتر ہیں کن کی بات کر رہے ہیں۔

جناب حبیب جالب بلوچ: مختلف پارٹیوں کے حزب وحدت کے موجود ہیں حزب اسلامی افغانستان کے موجود ہیں پشاور میں موجود ہیں ، کوئٹہ میں موجود ہیں وہاں سے آکر کوئٹہ سے لوگوں کو اغواء کرکے لے جاتے ہیں یہ دفاتر تو موجود ہیں یہ کس طرح deny کر رہے ہیں کہ ہم نے کوئی bases ان کو مہیا نہیں کیے ہیں ۔ ان ہی Americans کے کہنے پر انہوں نے پہلے بھی اڈے مہیا کئے تھے ، اب امریکن جا رہے ہیں۔ یہ اس بات کی غمیازی کر رہا ہے کہ یہاں اب امن پر امریکن کو بھی یقین نہیں رہا اور انہوں نے خود آگ جلائی تھی اب وہ اس میں خود بھی پھنس رہے ہیں ۔ لیکن یہ جو statement جاری کر رہے ہیں ہمارے پاس کوئی ایسے اڈے نہیں ہیں دہشت گردوں کے لئے۔ تو ان کے دفاتر کس قانون کے تحت یہاں کھول رکھے ہیں ۔

Mr. Chairman: Yes, Minister of State, would you like to respond to this?

جناب محمد صدیق خان کانجو: میں اتنا عرض کروں کہ۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ایک منٹ جواب آ جائے پھر قاضی صاحب آپ کو موقع ملتا ہے باری باری سب کو موقع ملے گا ۔جی جناب صدیق کانجو صاحب۔

جناب محمد صدیق خان کانجو: جی Sir I think what the honourable Senator is referring to میں اسی کی طرف آ رہا ہوں ۔

جناب چیئرمین۔ مولانا صاحب آپ کی بات بھی سن لیتے ہیں پہلے ان کا جواب تو آ جائے۔ الگ الگ کھڑے ہوں گے ، آپ کو اس پر کیا اعتراض ہے وہ کھڑے ہوتے رہیں گے ، آپ آرام سے بیٹھیں۔ جی جناب صدیق کانجو صاحب ۔

جناب محمد صدیق خان کانجو: جناب میرے خیال میں جو میں نے offer کی ہے اور آپ جو بھی date fix کریں گے اس میں جو محترم سینیٹر refer کر رہے ہیں جب ایک عالمی قوت نے اپنے ہمسایہ ملک میں اپنی عملی مداخلت کی تھی جس میں ساری دنیا کے ممالک اکٹھے ہو کر بشمول پاکستان اس اصول، اس بین الاقوامی اصول پر ڈٹ کے کھڑے ہوئے تھے اور جس کی وجہ سے withdraw کرنا پڑا اس قوت کو یہ ان دور کی باتیں کر رہے ہیں جس کی تفصیلات میں عرض کروں گا جب میں offer کر رہا ہوں کہ آپ اپنی convenience پر with the consultation of the Leader of the Opposition and the Leader of the House; آپ بیٹھ کر اس کو کیجئیے گا اس میں both Leaders we could take it and I, alongwith the Foreign Minister, Mr Sartaj Aziz , Sir let me assure this House that we will be guided by the wisdom of this House, let me assure کہ جو چیز---------

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ اس وقت یہ ایشو نہیں ہے اس وقت صرف اتنا ایشو ہے کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ ہوگا what you are saying is - OK, OK جی جناب فضل محمد صاحب ۔وہ کہتے ہیں یہ جواب جو ہے وہ کہتے ہیں جب debate ہوگی تو اس میں جواب دیں گے ۔ جی حافظ فضل محمد صاحب۔ ایک منٹ قاضی صاحب مولانا فضل محمد کے بعد آپ کی باری ہے جی حافظ صاحب ۔

حافظ فضل محمد۔ بہت شکریہ، جناب عالی! اب تو باقاعدہ پوائنٹ آف آرڈر ایک بحث

کی شکل اختیار کر گیا ہے

جناب چیئرمین ۔ وہی ناں ۔ میں اسی لیے تو آپ سے کہہ رہا ہوں کہ آپ ہی کوئی خیال کریں ۔

حافظ فضل محمد ۔ مجھے ایک بات پہ انتہائی دکھ ہو رہا ہے کہ جو لوگ امریکہ کو گالی دینا عبادت سمجھتے تھے اور امریکہ کے خلاف بولتے ہوئے تھکتے نہیں تھے اور خواب میں بھی امریکہ کو گالی دیتے تھے آج کل وہی لوگ امریکہ کے یہاں سے بھاگنے پر ناخوش ہیں ۔ ہم اس پر خوش ہیں کہ یہ پاک سرزمین ناپاک لوگوں سے پاک ہو رہی ہے لیکن وہ لوگ سب سے زیادہ شور مچا رہے ہیں جو تیس ، چالیس ، پچاس سال سے امریکہ کو گالی دے رہے تھے اور ان کو دنیا کے بدترین سامراج کہا کرتے تھے ، عالمی دہشت گرد کہا کرتے تھے ، عالمی استعمار کہا کرتے تھے ، عالمی بدمعاش کہا کرتے تھے ، آج وہی لوگ امریکہ کے بھاگنے پر ناراض ہیں ۔ مجھے یہ بات سمجھ نہیں آ رہی ۔ دوسری بات یہ ہے جناب عالیٰ ! میں اس پورے ایوان سے انتہائی احترام سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی مجھے یہ سمجھائے کہ یہ دہشت گردی ہے کیا ؟ اگر اپنے حق خود ارادیت کے لیے ، اپنی فطری آزادی کے حصول کے لیے لڑنا اور اس کے لیے اپنا جان و مال ، تن ،من ، دھن قربان کرنا دہشت گردی ہے تو میں اس انتہائی معزز ایوان میں ، انتہائی ذمہ دار ایوان میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ سب سے بڑا دہشت گرد میں ہوں ۔ اگر اس کے لیے جدوجہد کرنا دہشت گردی ہے تو کشمیر میں کیا کہیں گے کہ کشمیر میں دہشت گردی ہو رہی ہے ۔ جبکہ ان کو اس طرف سے وہ لوگ نظر نہیں آ رہے ہیں جو سات لاکھ فوج کو وہاں پر مسلط کر کے دنیا کی بدترین قسم کی بربریت کا مظاہرہ کر رہے ہیں ۔ وہ لوگ ان کو نظر نہیں آ رہے جو وہاں معصوم مسلمانوں کی عزتیں ، عصمتیں پامال کر رہے ہیں ، بچوں اور عورتوں کو بے انتہا بیدردی سے قتل کیا جا رہا ہے ۔

iv) RE: PAKISTAN's POLICY ON AFGJANISTAN

جناب چیئرمین ۔ تقریر نہ کریں ناں ۔

حافظ فضل محمد ۔ جناب عالی ! میں آ رہا ہوں ۔ چونکہ آپ نے بات کو عام کر دیا ہے ۔ جناب اس پر میں آ رہا ہوں ۔ افغانستان کے حوالے سے یہاں بات ہو رہی ہے ۔ افغانستان

کے حوالے سے ایک مسلمہ اصول کی بنیاد پر افغانستان کی جنگ ہم لڑ رہے تھے ۔ وہ تنہا افغانستان کی جنگ نہیں تھی ۔ اگر افغانستان کو روس ہضم کر لیتا تو کیا پاکستان بچ سکتا تھا ۔ یقیناً وہ ہمارے لیے ایک مورچہ تھا ۔ ان کو ہم استعمال کرتے تھے اور برملا کہتے ہیں کہ ہم وہاں ملوث تھے اور آج بھی ہیں ۔ کوئی شک نہیں کہ افغانستان کو امن ہم نے دیا ہے ۔ اگر اس کو دہشت گردی کہا جاتا ہے تو ہم اس دہشت گردی میں ملوث ہیں ۔ آج اور اسوقت بھی ۔ معصوم اور مظلوم افغانستان کو اس عالمی درندے کے منہ سے ہم نے آزاد کرایا ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری واضح پالیسی ہے اور ہم دوٹوک انداز میں کہتے ہیں کہ ہم اس میں ملوث ہیں ۔ اگر مداخلت ہے تو یہ اصولی بات ہے ۔ اصولی بات جس کے یقیناً ہم قائل ہیں کہ مداخلت دوسرے ممالک میں نہیں ہونی چاہیے ۔ اچھا آپ یہ بتائیے کہ جناب عالی ! ایران پاکستان کو بے تحاشا گالیاں دے رہا ہے ، کس بنیاد پر ۔ پاکستان کا کیا جرم ہے ۔ پاکستان کی ایک گولی اگر وہ ثابت کر دے ، ایک خالی فوجی بکس اگر افغانستان میں پاکستان کا انہوں نے ثابت کر دیا تو یہ یقیناً---

(مداخلت)

جناب چیئرمین ۔بہرحال یہ تو بڑی لمبی بحث ہے۔

حافظ فضل محمد ۔ لیکن جناب ایوان کے جتنے ذمہ دار ساتھی ہیں میں ان کو لے جاؤں افغانستان میں اور دکھاؤں کہ ہر قسم کا اسلحہ وہاں ایران کا پڑا ہوا ہے جو پکڑا گیا ہے اور ان کو دکھایا گیا ہے ۔ ان کو کیوں نہیں کہتے کہ افغانستان میں آپ دہشت گردی کر رہے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ جناب یہ لمبی بات نہ کریں ۔ جب فارن پالیسی پر debate ہو گی تو پھر آپ یہ باتیں کیجیئے گا۔

حافظ فضل محمد ۔ جہاں تک دہشت گردی کی بات ہے ، دہشت گردی کا مفہوم ان پر واضح ہونا چاہیے کہ اگر امریکہ پوری دنیا میں بدمعاشی کرتا ہے ، فلسطین میں جو کچھ ہو رہا ہے ، الجزائر میں جو کچھ ہو رہا ہے ۔---

جناب چیئرمین ۔ مولانا صاحب ۔ یہ تو کافی لمبی بات ہے ۔ جب فارن پالیسی پر بات ہو گی تو اس وقت آپ یہ بات کریں ۔

حافظ فضل محمد ۔ بوسنیا میں اور کوسوو میں جو کچھ ہو رہا ہے وہاں امریکہ کو کوئی

نہیں پوچھتا ہے کہ بھائی تم کیوں اس طرح کرتے ہو ۔ لیکن جہاں امریکہ کے مفادات پر زد پڑتی ہے ' جہاں پوری دنیا میں ایک مرد ' ایک خوددار انسان کھڑے ہو کر امریکہ کو کہتا ہے کہ تم بدمعاشی کیوں کرتے ہو تو اسی کو سب للکارتے ہیں ۔ یہ میری سمجھ میں نہیں آیا ہے ۔ بہت بہت شکریہ جناب ۔

جناب چیئرمین ۔ جی جناب قاضی انور صاحب ۔

قاضی محمد انور ۔ جناب ہم نے یہ نہیں کہا ہے کہ ہمیں امریکیوں سے کوئی ہمدردی تھی ۔ ہم نے امریکہ کی پالیسیوں کو condemn کیا ہے ہم ایک خطرہ دیکھ رہے تھے جب امریکہ نے یہ فیصلہ کیا کہ پاکستان سے American personnels کو Embassies سے withdraw کیا جائے تو اس کو ہم نے ایک alarm بھی سمجھا' ایک خطرے کی گھنٹی بھی سمجھی ۔ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ ہمیں bracket کیا گیا ان countries کے ساتھ جہاں administrative machinery collapse ہو رہی ہے ۔ وزیر صاحب کے کہنے کے مطابق وہ بہت خوش تھے کہ ہم نے تو بہت کچھ کیا ان کی حفاظت کے لئے لیکن وہ مطمئن نہیں تھے ہمارے حفاظتی انتظامات سے جیسے شفقت محمود صاحب نے کہا ۔ جناب ان حالات میں بہت چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ آپ نے بھی اخبارات میں یہ باتیں پڑھی ہوں گی۔ یہ بھی ہے کہ ہمارے ساتھ ایک پڑوسی ملک میں آپریشن ہونے والا ہے ۔ اس آپریشن کے لئے ایک نفرت یہاں پیدا ہو گی۔ جب وہ آپریشن وہاں کیا جائے گا تو American personnels جو یہاں رہتے ہیں ان کے خلاف شدید نفرت پیدا ہو گی۔ اس نفرت سے ان کو بچانے کے لئے یہ ایک فکر ہے جو دی جا رہی ہے ۔

اے این پی کا سٹینڈ یہاں بہت صاف تھا اور شروع سے تھا یہ عجیب سی بات ہے' مولانا فضل محمد صاحب نے ابھی کہا 'آپ بھی جانتے ہیں 'میں بھی جانتا ہوں کہ اسلامی جنگ میں امریکہ کو اسلام کی فتح سے بہت دکھ ہوا تھا اور افغانستان میں جنگ کس نے لڑی ' امریکہ نے ۔ کس کا weapon تھا کس کے ڈالرز تھے اور اسلامی جمہوریہ چین نے ' ان کو تکلیف ہوئی تھی کہ ایک اسلامی جمہوریہ چین تھا اور ایک اسلامی جمہوریہ امریکہ تھا ۔ہم اس وقت بھی یہ کہتے تھے کہ اسلامی جمہوریہ امریکہ اور اسلامی جمہوریہ چین کا یہ جنگ فساد ہے ۔ وہ فساد آج تک ختم نہیں ہوا ہے اور آج وہ پھیل گیاہے۔ یہاں کلاشنکوف کہاں سے آئی۔ یہاں ہر آدمی کے پاس کہاں سے یہ

weapons آئے؟ یہ heroin کہاں سے آئی ؟ یہ اسی جنگ کی باقیات ہیں۔جناب آج حالت یہ ہے کہ تاجکستان، ازبکستان ، افغانستان تو ایک طرف ہے خود افغان آپ کو گالی دیتے ہیں ۔ پاکستان کی ایمبیسی کسی دوسرے ملک میں نہیں جلائی گئی۔ افغانستان میں جلائی گئی ہے۔ افغانستان میں آپ کی ایمبیسی کو آگ لگائی گئی تھی۔ وہاں سے آپ کے سفیر کو زخمی حالت میں دکھایا گیا اور زخمی حالت میں stretcher پر لایا گیا ۔ جناب ہم نے کیا کیا ؛ ہم نے اس کی قیمت ادا کی ہے ۔ میرے پشاور میں بم دھماکے ہوئے ہیں۔ معصوم لوگ مرے اس کے reaction میں ، اس مداخلت پر ہم ہمیشہ یہ کہتے رہے ہیں کہ پاکستان دوسروں کے معاملات میں مداخلت نہ کرے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ آپ طالبان سے مصالحت کر کے افغانستان میں حکومت کریں گے۔

جناب چیئرمین۔ قاضی صاحب یہ تو بڑا لمبا ایشو ہے ۔ میرے خیال میں اس پر جب debate ہو گی تو اس میں یہ بات آ جائے گی ۔

قاضی محمد انور۔ جناب یہ ایشو اس سے connected ہے ۔

جناب چیئرمین۔ نہیں connected تو ہے لیکن جس میں اتنی تفصیل میں جانا پڑے تو مناسب ہے جب ڈیبیٹ ہو تو اس وقت آپ تفصیل سے اس پر بحث کریں ۔

قاضی محمد انور۔ جناب یہ کب ہو گی ؟

جناب چیئرمین۔ انشاء اللہ میں بات کر کے ، لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف دی اپوزیشن سے we will fix a day for that کیونکہ آج یہ باقی معاملے نمٹالیں ۔

Qazi Muhammad Anwar: Sir, I will finish it here. I will wait for your debate but let me make another point.

جناب چیئرمین۔ جی جی فرمائیے۔

Qazi Muhammad Anwar: Sir, Raza Rabbani today raised the Asif Zardari's case and also referred Islamuddin Sheikh's case, would you be hearing the debate on Islamuddin Sheikh also?

Mr. Chairman: There is no debate on either. Even I am not hearing

on A, B and C. I am hearing debate on what will be the criterion?

اس میں چاہے A ہے‘ B ہے‘ C ہے ، کوئی بھی ہو ۔

Qazi Muhammad Anwar: Sir, I say this debate was started.

Mr. Chairman: Do You want to speak on that?

Qazi Muhammad Anwar: No. No., sir. I have already spoken in February.

جناب چیئرمین۔ تو ٹھیک ہے وہ میرے پاس ریکارڈ پر ہے ۔

Qazi Muhammad Anwar: Your honour perhaps might have taken the notes of that when we discussed what is necessary, the word 'necessary', its application and that time your interpretation was that perhaps if there is a single member of a party you may deem it necessary for him.

جناب چیئرمین۔ نہیں جی میری کوئی interpretation نہیں ہے ۔

Qazi Muhammad Anwar: I say Islamuddin is a single member now.

جناب چیئرمین۔ میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ اب یہ فیصلہ کرنے کا موقع ہے کہ ساری چیزیں سن کر جو سمجھ میں آئے گا‘ فیصلہ کر دوں گا ۔

قاضی محمد انور۔ جناب فیصلے میں بہت دیر ہو گئی ہے ۔

جناب چیئرمین۔ دیکھیں جی دیر ہو گئی اب کیا کروں۔ معاملہ ہی ایسا ہے میں کیا کروں ۔ I am conscious کہ یہ بہت اہم معاملہ ہے تو اس پر جو بھی فیصلہ کروں گا اس کا سب پر اطلاق ہو گا چاہے وہ آصف زرداری ہے یا وسیم سجاد ہے یا اسلام الدین شیخ ہے یا کوئی اور ہے تو whatever is the decision, I am conscious of that

Qazi Muhammad Anwar: Sir, that is what I am saying.

Mr. Chairman: Whatever is the decision, I am conscious on that.

Qazi Muhammad Anwar: Sir, this is what I am saying. You are hearing this argument tomorrow.

Mr. Chairman: I am hearing the Law Minister tomorrow and then, after that I will announce.

جی جناب راشدی صاحب آپ کچھ کہنا چاہ رہے تھے۔ جی فرمائیے۔

جناب حسین شاہ راشدی: جناب میں ایک انتہائی اہم مسئلہ پر point of order raise کرنا چاہتا ہوں۔ اور یہ خوش قسمتی ہے کہ ہمارے دو علماء دین مولانا عبدالستار نیازی صاحب اور پروفیسر ساجد میر صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ سرتاج عزیز صاحب، نئے فارن منسٹر موجود، نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: بہرحال کانجو صاحب موجود ہیں۔

V) RE: INSISTING UPON THE GOVERNMENT TO CONDEMN THE IMMORAL ACT OFBILL CLINTON

جناب حسین شاہ راشدی: جی ہاں، وہی میں عرض کر رہا ہوں کہ سرتاج عزیز صاحب تو، جو خارجہ پالیسی کے بقیہ ٹکڑے ہیں ان کی بیخ کنی کے پیچھے ہوں گے۔ بہرحال صدیق کانجو صاحب موجود ہیں۔ جو میں مسئلہ اٹھانا چاہتا ہوں جناب چیئرمین! اس کے سیاسی، اخلاقی اور شرعی پہلو ہیں اور چونکہ اب یہ امریکہ کی بات چلی ہے تو میں اس ہاؤس کی توجہ اس واقع پر دلانا چاہتا ہوں کہ ابھی پرسوں ہی امریکہ کے صدر بل کلنٹن نے اپنے کچھ جرم کے اعترافات کیئے ہیں۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ انہوں نے قوم سے جھوٹ بولا ہے۔ اور انہوں نے ایک خاتون کے ساتھ جو جنسی بداخلاقی کی تھی اس کا بھی اعتراف کیا ہے۔ میں اس ایوان میں یہ مسئلہ اس وجہ سے اٹھانا چاہتا ہوں کہ ہم اسلامی مملکت ہیں۔ اور جہاں کہیں بھی بداخلاقی ہو، جہاں کہیں بھی غیر شرعی معاملات ہوں یہ ہماری حکومت کا فرض بنتا ہے کہ اس کی پرزور مذمت کی جائے۔ آپ دیکھیں کہ یہ معاملہ کتنا سنگین ہے۔ ایک عالمی طاقت کا سربراہ-----

(مداخلت)

جناب چیئرمین: نہیں point of order پر وزیر صاحب اس کا کیا جواب دے سکتے ہیں۔

جناب حسین شاہ راشدی: جناب میں آتا ہوں اس پر۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ حکومت کا مسئلہ ہے اور اس میں شرعی فتوی بھی چاہوں گا۔ خاص طور پر دو علمائے دین جو حکومت کے پیڑ کی ٹہنیوں پر جھول رہے ہیں ان سے بھی میں معلوم کروں گا کہ وہ کیوں خاموش ہیں۔ تو ایک عالمی قوت کا سربراہ ہے وہ ایک بیچاری کنواری لڑکی جو اس کے پاس رنگروٹ تھی اس کے ساتھ وہ یہ زیادتی کرتا ہے۔ اور اس کے بعد وہ مختلف مواقع پر انکار کرتا ہے کہ اس کے اس لڑکی کے ساتھ کوئی تعلقات نہیں تھے۔ اس کے بعد وہ اس کا اعتراف جرم کرتا ہے۔ اس کی سزا امریکی عوام کیا دیتے ہیں۔ مگر ہماری حکومت کو بھی اس پر واضح موقف اختیار کرنا ہوگا۔ میں نے ابھی تک یہ نہیں دیکھا ، کم از کم صدر مملکت پاکستان کو اس پر کوئی مذمتی بیان دینا چاہیئے تھا۔ کیونکہ وہ صورتاً و سیرتاً شریعت کے پابند ہیں۔ اگر ان معاملات کو جو دنیا میں ہو رہے ہیں یہ حکومت اس طرح سے نظر انداز کرتی رہے گی تو صاحب! ہماری کوئی بھی وقعت اور حیثیت نہیں رہے گی۔ لہذا میں حکومت سے یہ پوچھوں گا کہ یہ جو اتنا اہم مسئلہ ہوا ہے اور جب ایک اقرار کرتا ہے خود اعتراف جرم کرتا ہے تو اس کے بعد اس حکومت کی اس ملک کے ساتھ اور اس صدر کے ساتھ تعلقات کی کیا نوعیت ہوسکتی ہے اور اس کا جو شرعی پہلو ہے کیونکہ اس نے بیوی سے بھی دھوکا دہی کی تھی جو کہ بڑا سنجیدہ معاملہ ہے' تو اس میں میں ضرور اس کے شرعی پہلو پر علماء دین کیا فرماتے ہیں بیچ اس مسئلہ کے' وہ بھی میں ضرور چاہوں گا۔

Mr. Chairman: You see, this concern is a personal conduct of a person and secondly, the person himself is not here to defend himself. So, on these two grounds, I don't think it is a valid point of order.

Mr. Hussain Shah Rashdi: Sir, I bow before your decision, but firstly, the person does not have to come and defend himself because he has already confessed everything. Therefore, that objection is ruled out. The

second point is that this Government has obviously a concern because this Government particularly the Muslim League Government, is committed to bring in *Islami Nizam* in this country.

جناب چیئرمین: نہیں پاکستان میں لائیں گے ناں' امریکہ میں تو نہیں لائیں گے۔

جناب حسین شاہ راشدی: نہیں جناب لیکن یہ تو نہیں ہونا چاہیئے کہ خود تو یہاں اخلاق کے پتلے بنے ہوئے ہوں اور باقی بداخلاقوں سے دوستی رہے۔ یہ تو غلط بات ہے ناں۔ تو اس میں میں سمجھتا ہوں کہ اگر وزیر صاحب کوئی بیان دے دیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب چیئرمین: بہرحال ہمارے جو قواعد ہیں وہ کسی کے personal conduct میں بحث کی اجازت نہیں دیتے تو میرا خیال ہے کہ یہ point of order valid نہیں ہے۔

جناب حسین شاہ راشدی: جناب یہ personal conduct نہیں ہے یہ ایک عالمی طاقت کے سربراہ نے ایک غلط کام کیا ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں نہیں I think personal conduct تو بنتا ہے میرے خیال میں۔

جناب حسین شاہ راشدی: یہ conduct تو ہر جگہ personal ہی ہوتا ہے اس قسم کی نوعیت کا۔ تو یہ کوئی بات نہیں ہے۔

حسین شاہ راشدی۔ جناب والا! ایسا conduct تو ہر جگہ personal ہی ہوتا ہے۔

LEGISLATIVE BUSINESS

جناب چیئرمین ۔ بہرحال I don't think this is a valid point of order. جی جناب بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر ۔ جناب والا! میں جناب کے توسط سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایوان بالا ہے ' یہ سینٹ آف پاکستان ہے ۔ سینٹ آف پاکستان کے کچھ رولز ہیں۔ سینٹ آف پاکستان کے کچھ قواعد ہیں۔ آئین پاکستان بھی موجود ہے اور آج جس طریقے سے ہماری ڈبیٹ چل رہی ہے مجھے اس پر سخت اعتراض ہے ۔

جناب والا! پوائنٹ آف آرڈرز موجود ہیں -پریویلج موشنز موجود ہیں ، ایڈجرنمنٹ موشنز کا چیپٹر موجود ہے- یہ ساری چیزیں موجود ہیں لیکن اگر ان کو adhere نہیں کرنا- اگر ایڈجرنمنٹ موشن نہیں دینا، اگر ٹائم نہیں ہے ، اگر یہ ہے کہ کوئی point of order raise کر لیا جائے اور چاہے کوئی بات ہو کر لی جائے-جناب والا! راشدی صاحب نے جو بات کی ہے اور جتنا non-serious attitude اس بات پر ہوا ہے تو ہم کیا message عوام کو دے رہے ہیں- ہم ایسے ہی Rules of Procedure کے مطابق چل رہے ہیں- ہر بات پر اٹھ کر کھڑے ہوجاتے ہیں-

جناب والا! ایجنڈے میں کہاں لکھا ہوا ہے کہ یہ باتیں ہونگی - میں اس بات پر احتجاج کرتا ہوں اور میں ہاتھ جوڑ کر تمام ممبر صاحبان سے عرض کروں گا کہ ہم اپنا decorum قائم رکھیں- ہم رولز آف پروسیجر کے مطابق چلیں- ہم point of order کو محض بولنے کا بہانہ نہ بنائیں اور قواعد و ضوابط کے تحت چلیں-

جناب والا! یہ بھی قاعدہ اور قانون ہے کہ جب آپ بول رہے ہوں تو میں اگر بول بھی رہا ہوں تو میں اپنی سیٹ پر بیٹھ جاؤں گا- مجھے کوئی حق نہیں کہ جب آپ بول رہے ہوں، تو میں مداخلت کروں-

جناب چیئرمین- میں بھی عرض کروں گا کہ یہ ایوان کے مجموعی مفاد میں ہے کہ ہم سب قوانین کے مطابق چلیں - جی رضا ربانی صاحب-

Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, as you know I have a great deal of respect for Mr. Anwar Bhinder but in particular for Mr. Bhinder and I am really amazed at what he has said because he would refresh his memory when he was on this side and for days and for session after session , for sitting after sitting , no business of this House was transacted except points of order, except discussion on adjournment motions. Adjournment motions, law and order and what do we have today. What is the seriousness of this Government with the Senate that the last session of the Senate of Pakistan was summoned on the 20th of April 1998. Today on the 20th of August, 1998, after 120 days this Government summoned a session

of the Senate and that too under the sword of a requisition that has been submitted by the Opposition. Then they talk about the seriousness about running this House, finishing the presidential debate is the business of the Government, not of the Opposition. The President made his address to the Joint Sitting on the 23rd of February, debate in this House was commenced on the 24th of April and till today 120 days have gone by and only one speech has taken place on the presidential debate. Mr. Chairman, now you will have to hear me out. Then sir, last debate for two hours on an adjournment motion moved by the Opposition on the Atta crisis was held on the 8th of April, 1997 was the last two hour debate that this government permitted to be held on the Atta crisis in this House. They are talking about seriousness. In the last session there were over 12 adjournment motions which were moved by the Opposition and all those 12 adjournment motions were killed in the chamber by you and they were not allowed to come into the House. They are talking about seriousness of running the Senate. I will tell you today what is the seriousness of running the Senate. There has been no question hour, which is the accountability of this House. Which is the accountability of this government. They have failed to hold question hour. Do you want to know the business we have given? Mr. Chairman please bear me out.

(interruption)

جناب چیئرمین: رضا صاحب ایک بنیادی بات سنیں۔ جو انور بھنڈر صاحب نے point
out کیا تھا کہ when the Chairman speaks, you should listen him carefully and please
listen to me. میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ جو آپ نے بات کی ہے question hour کی، آج
میرے پاس اقبال حیدر صاحب بھی آئے تھے اس سلسلے میں۔ اس میں جس طرح عام practice
of procedure ہم follow کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ جب presidential address under
discussion ہو تو question hour نہیں ہوتا، لیکن میں نے ان سے کہا تھا کہ آپ میرے

چیمبر میں آ جائیں، Opposition کے لیڈر آ جائیں، راجہ صاحب آ جائیں we can discuss it کہ اگر کوئی صورت بنتی ہے۔ and if it is a consensus of the House کہ ہونا چاہیئے we will review it , so there is no problem on that, it is just how the House wants and how we should conduct the procedure اور یہ جو دوسری بات کر رہے ہیں presidential address کے بارے میں، اس کے بارے میں میں چاہ رہا ہوں کہ آج آپ جائیں کہ یہ debate کب تک چلانی ہے تا کہ اس کو ختم کیا جائے۔

میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین ! میں آپ کو ابھی بتا دیتا ہوں کیونکہ وہاں سے seriousness کی بات کی گئی۔

(مداخلت)

میاں رضا ربانی: جناب جو ہمارا business ہے، میں آپ کو دو منٹ میں بتا دیتا ہوں۔ اپوزیشن نے چھ ریزولوشنز move کی ہوئی ہیں۔ ایک ریزولوشن under the constitution of disapproval move کی ہوئی ہے۔ چھ موشنز under 194 move کئے ہوئے ہیں۔ سات adjournment motions move کئے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد amendments to bills move کئے ہوئے ہیں۔ وہ سارے بلز جس میں احتساب بل وغیرہ ہیں، جو حکومت کا فرض تھا، جو سپریم کورٹ کی اتنی بات کرتی ہے اسے تو ہم نے دیکھ لیا کہ کس طرح سپریم کورٹ کو انہوں نے response دیا۔ جناب لاء منسٹری کا یہ فرض تھا کہ سپریم کورٹ نے anti-terrorist Act کی certain provisions کو strike down کیا تھا اور حکومت کو یہ کہا تھا کہ amendments لے کر آؤ لیکن آج دن تک حکومت کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ ہاؤس کے اندر یا نیشنل اسمبلی کے اندر anti-terrorist act کو in accordance with the Supreme Court judgement کرے لیکن اپوزیشن نے as a Private Member Bill move کیا ہے۔ یہ seriousness کی بات کرتے ہیں۔ seriousness ان کی لاء منسٹری کی نہیں ہے جو اس ہاؤس کو run نہیں کر سکتی۔

(اس موقع پر اذان کی آواز سنائی دی)

Mr. Chairman : The House is adjourned for fifteen minutes .

[At this moment the House was adjourned for fifteen minutes for Maghrib Prayers]

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب چیئرمین(جناب وسیم سجاد) کے دوبارہ شروع ہوئی)

جناب چیئرمین۔ یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے کیا کیا جائے جناب صدیق کانجو صاحب۔ چلیں قاضی انور صاحب آ گئے ہیں۔ میرے خیال میں قاضی صاحب اجازت ہو تو we will start with the normal proceedings of the House۔ جی جناب item No. 2 پڑھ دیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ قاضی صاحب آج صرف lay ہو رہا ہے ۔ یہ تو order of the day پر ہو گیا اب تو lay ہو رہا ہے۔ وہ بھی خوشی سے نہیں کر رہے ہیں۔

میاں رضا ربانی۔ جناب میرا اس پر بھی point of order ہے۔ اول تو I was still on my legs sir.

Mr. Chairman: I think, lets now proceed. Second is Raza sahib that everthing I want to ask from you,

کہ یہ جو President's Address ہے اس کے بارے میں میرا خیال ہے کہ کوئی طے کر لیں کہ اس کو تین دن میں ختم کریں۔ اور دوسرا جو مسئلہ ہے I think if you discuss it with Raja sahib regarding question hour کیونکہ I believe کہ نیشنل اسمبلی میں ہو رہا ہے اگر آپ کی آپس میں understanding یہ ہو کہ ہمیں بھی کرنا چاہیئے تو let us do it.

میاں رضا ربانی۔ ٹھیک ہے تو پھر راجہ صاحب ابھی آ جائیں۔

Mr. Chairman: I don't think he is coming

میرا خیال ہے وہ کہیں چلے گئے ہیں۔ but may be you can talk to him tomorrow in the morning or some time.

Mian Raza Rabbani: Sir Chaudhry sahib is also here so we will talk to Raja sahib in the morning.

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے آ گئے ہیں چوہدری صاحب جی وٹو صاحب lay کر دیں۔

Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo: Sir I lay before the Senate the Indus River System Authority (Amendment) Ordinance, 1998 (VIII of 1998) as reguired by clause (2) of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

Mr. Chairman: The Ordinance stands laid. Now, No. 3.

Mian Raza Rabbani: Sir, where is the Ordinance, it is not there.

جناب چیئرمین۔ آ رہا ہے جی آ رہا ہے۔ رضا صاحب آپ کیوں بے چین ہو جاتے ہیں۔جی نمبر 3 ۔ پہلے lay کر دیں اس کے بعد میں آپ کی بات سن لوں گا۔ formal کارروائی تو کر لیں جی وٹو صاحب۔

Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo: Sir, I lay before the Senate the Federal Public Service Commission's Annual Report for the year, 1996 as required under section 9(1) of the Federal Public Service Commission Ordinance, 1977.

جناب چیئرمین۔ جلدی پیش کریں بھئی رپورٹ فوری لائیں۔ جی جناب مٹہ صاحب۔

جناب بشیر احمد مٹہ۔ جناب میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے یہ جو Ordinance جاری کیا ہے ، عجیب بات تو یہ ہے کہ یہ پارلیمنٹ میں چیزیں نہیں لاتے اور پارلیمنٹری آفیئرز کے وزیر ہیں اور پھر Ordinance کو lay کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ نہیں وہ تو مجبوری ہے آئین کی۔

جناب بشیر احمد مٹہ ۔ یہ مجبوری ان کی ہے مگر یہ جو انہوں نے اس طرح کا نکالا

this is in line with the policy of this Government to destroy the federal structure of the State ہے یہ صوبوں کے جو حقوق ہیں فیڈریشن کی حیثیت سے اس پر ایک زبردست اور مہلک حملہ ہے اور اگر یہ اس طرح کے بے راہ روی پر چلتے رہے، اندھے ہو کر، تو جس طرح فنانس کا بیڑا غرق کیا ہے، جس طرح Foreign Affairs کا بیڑا غرق کر دیا ہے اسی طرح اس سارے State کا بیڑا غرق کر دیں گے۔ So, this being agreat injury to the concept of federation in this country and a direct injury inflicted on it. We as a protest walk out for the moment. The Opposition will walk out against the laying of this ordinance. اس کے بعد ہم یہ کریں گے کہ یہاں پر Counter Resolution لائیں گے اس کو reject کرنے کے لئے۔ لیکن for the time being as a protest we register a token walk out.

جناب چیئرمین۔ جی قاضی انور صاحب فرمائیں۔

Qazi Muhammad Anwar: Sir, you must have noticed it that through this ordinance they have amended Act 22 of 1920 and this has arrested the preamble of that Act. Please read the preamble of the very Act in which they are doing the amendment. The preamble says, "As the result of an accord between the provinces that was as a result of an accord that this IRSA (Indus River System Authority) was established and the accord is a fact. This is the very preamble of the Act. Wherein it was that; a member was to be nominated, it was by rotation, the chairmanship was by rotation in the provinces. A member was to be nominated by the province. This Ordinance destroys the entire autonomy of the provinces. Now, every Secretary Irrigation is the member who is the bureaucrat. Sir, a bureaucrat would be the member , he would represent my province. The rotation system destroyed. This Ordinance, in fact, is also in violation of the provincial autonomy guaranteed by the Constitution and see that accord, I say this is destroying the very accord. The result would be that we will be in a position to

say that we withdraw from the accord. Now sir , it was our accord. This accord was between the provinces and signed by the provinces. We say that you have amended unilaterally and you take it away. We revoke that . We say we withdraw from the accord and I have the authority from my party to say it in the Senate that we withdraw from that accord. We would no more be bound by that accord. If you want to do it this way then I can say because we have signed it , it was ANP who signed it , that time ANP signed it and we say that if you are going to destroy it in this way , we withdraw from the accord. Then you see what would be the consequences.

Mr. Chairman: Yes, Raza Rabbani Sahib.

Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman sir, it is most unfortunate that the President of Pakistan on the 16th of July, 1998 promulgated this Ordinance which is the Indus River System Authority (Amendment) Ordinance , 1998. Sir, this Ordinance is yet another attack by this regime on the Federation , on the provincial autonomy which is guaranteed under the Constitution of Pakistan and it is a crude attempt by this regime to fetter on the participation of each federating unit in the affairs of the Federation. Sir, what have they done, they have sought to omit Article 4, 5 and 6. Section 4, 5 and 6. Section 4 provided that the members of the authority to be nominated, Senior Engineers were to be nominated by the Provinces to represent them in the authority.

Secondly, Section 4 further provided that by rotation the Chairman of the Authority would be first from Balochistan and this provided in the Act, that the first Chairman would be nominated from Balochistan to be followed by Frontier , to be followed by Punjab, Sindh and the Federal Government . So each

province and the Federal Government had an opportunity of having their nominated Chairman there for a period of one year that has been done away with and they have brought about a permanent Chairman who is to be there in the shape of Advisor WAPDA representing the Federal Government.

Then they have gone further, they have amended Section 9. Section 9 constitutes the Advisory Committee and in the Advisory Committee there was representation which was given to the federating units through the provincial Irrigation Secretary. They have omitted those.

Sir, now in the Advisory body to the Authority there is no representation in terms of the provinces. So this is a direct attack on provincial autonomy and the Opposition has on the 8th of this month filed already a resolution for the disapproval of this Ordinance and I would urge you sir, from the floor of this House that kindly fix that at the earliest so that that resolution under the Constitution can be taken up for discussion and voted upon.

میاں محمد یسٰین خان وٹو. جناب والا اس stage پر اتنی discussion کی ضرورت نہیں ہے۔جناب والا اس stage پر تو صرف ordinance lay کیا گیا ہے according to the provisions of the Constitution اور اس کے بعد ان کا disapproval کا resolution آ سکتا ہے۔ بطور بل کے بھی یہ چیز ساری ان کے سامنے آئے گی اور ان کو discussion کا بھی موقع ملے گا۔ اس کی reading بھی ہو گی ۔ اس پر وہ اپنے سارے اعتراضات کر سکتے ہیں۔ اور ان کے سارے اعتراضات کا جواب دیا جائے گا۔ اب جناب والا ! اگر یہی صورت رہے ، آپ مجھے اجازت دیجئیے۔ اگر یہی صورت رہے کہ ہر موقع پہ ہر rule کو ہر article کو ہم نے نظر انداز کر کے کرنا ہے تو پھر business of the House تو نہیں ہو سکتا ۔ میں آپ سے استدعا کروں گا کہ Order of the Day کو بھی کچھ اہمیت دیں۔

Mr. Chairman: I agree with you

اس کے لئے باقاعدہ طریقہ کار ہوتا ہے ۔ اب انہوں نے resolution move بھی کر دی ہے we will take it up and then you can discuss this

(اس موقع پر اپوزیشن نے ٹوکن واک آؤٹ کیا)

جناب چیئرمین، میاں صاحب آپ ان کو لے آئیں جی جناب شفقت محمود صاحب۔

Mr. Shafqat Mahmood: Sir, the House is without quorum.

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے آجائیں گے ابھی ویسے بھی۔۔۔

Mr. Shafqat Mahmood: Sir, I have pointed out the quorum.

Mr. Chairman: I agree with you, it is out of quorum but I am assuming that they will come back, so I will wait, we will not conduct any proceedings.

[The Chairman ordered to ring the bells]

(واک آؤٹ کے بعد اجلاس کی کارروائی دوبارہ شروع ہوئی)

جناب چیئرمین: جی جناب میں جالب صاحب کو تو موقع ضرور دوں گا، لیکن اصول کے طور پر یہ سمجھنا ضروری ہے کہ 89 کے تحت lay کرنا پڑتا ہے ۔ and laying means nothing, its just an obligation اس کے بعد رولز کے تحت آپ کے پاس موقع ہے، آپ resolution move کر سکتے ہیں، اور طریقے سے بھی discuss کر سکتے ہیں۔ اس لئے یہ طریقہ کار بنا ہوا ہے کہ آج یہ کرنا ہے اور کل اس طریقے سے کرنا ہے۔ اس لئے جالب صاحب آج تو آپ کا agreement ہو گیا ہے لیکن میں آپ سے request کروں گا کہ کچھ خیال کیا کریں قوانین کا۔ جی جناب حبیب جالب صاحب۔

جناب حبیب جالب بلوچ، جناب والا ! rules and regulations ہیں، اگر ان کا خیال رکھا جاتا اور ان اجلاسوں میں جب قومی اسمبلی in function ہے، سینٹ in function ہے، کسی بھی وقت سینٹ اور قومی اسمبلی کو call کیا جا سکتا ہے اور ایسے بلوں کو through proper channel لایا جا سکتا ہے۔ میں حیران اس بات پر ہوں کہ یہ violation دراصل اس وقت، ان ایام

میں آرڈیننس کا جاری ہونا خود ان democratic institutions کی، اس ایوان بالا یا قومی اسمبلی کی authority کو چیلنج کرنے کے مترادف ہے۔ یہ خود ایسی negative traditions ہیں، جس سے مجبور ہو کر lay کرتے وقت ہمیں کچھ کہنا پڑتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر یہ آرڈیننس نہ ہوتا تو کم از کم کسی بھی فارم میں اتنی violation of provincial autonomy نہیں ہوتی۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ انہوں نے، ایڈوائزری کمیٹی ہے یا دوسری جو rotatory chairmanship آتی ہے اس سب کو اس پیمانے پر بلڈوز کیا ہے اور بالکل dramatically opposite formula دیا ہے۔ اس بنیاد پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم خود اس آرڈیننس کی وجہ سے بول رہے ہیں، ہم احتجاجاً بول رہے ہیں، ہم جمہوریت کی خاطر بول رہے ہیں، ہم ان اداروں کو مزید تقویت دینے کے لئے بول رہے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ institutionalized culture کو یہاں پر مروج کیا جائے۔ ہم کہتے ہیں کہ ایک طرف تو یہ provincial autonomy کو بالکل بلڈوز کیا گیا ہے اور اس کی آڑ میں انہوں نے ان institutions کے rights کو بھی اپنے پاؤں تلے روندنے کی کوشش کی ہے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: جی no more point of orders جی نہیں، نہیں ڈاکٹر صاحب there has to be a time ایک وقت آتا ہے جب کچھ قوانین و قواعد کو follow کرنا پڑتا ہے۔ جی اگر آپ واک آؤٹ کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں تو سن لیتے ہیں۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب والا! میں صرف یہ confusion دور کرنے کے لئے بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے واک آؤٹ کیوں کیا تھا۔ walkout was because this government is trying to break this federation ہمارا موقف اس بنیاد پر تھا۔ ہم چاہتے تھے کہ حبیب جالب صاحب اپنا پوائنٹ بتائیں۔ اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس قسم کے آرڈیننسز لا کر، اس قسم کے قوانین لا کر، اس قسم کی حرکتیں کر کے یہ حکومت اس ملک کے federal structure کو تباہ کر رہی ہے۔ اس لئے اپوزیشن واک آؤٹ کر کے باہر گئی تھی۔

جناب چیئرمین: جی نہیں کوئی اور پوائنٹ آف آرڈر نہیں، نہیں کافی ہو گیا جی، بہت ہو گیا جی۔ it does not matter, we will come to that اعتزاز صاحب میری درخواست ہے

کہ یہ جو صدارتی خطاب ہے، اس پر کوئی وقت fix کر لیں تا کہ یہ ختم ہو۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ جناب چیئرمین صاحب! پہلے اقبال صاحب بھی کوشش کر رہے تھے اور صفدر صاحب بھی، مجھے اس بات پر بڑا دکھ ہوا ہے کہ آپ کی آزادی کچھ بڑی سلب ہو گئی ہے۔

جناب چیئرمین۔ نہیں، نہیں کوئی سلب نہیں ہوئی ہے۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں، ایک اشارہ کیا ہے۔

جناب چیئرمین۔ آپ ہاؤس کی فکر کریں، میری فکر نہ کریں۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ آپ کی آزادیوں اور آپ کے اختیارات سے اس ہاؤس کی آزادی منسلک ہے اور اس کے اختیارات۔ ایک لمحہ وزیر پارلیمانی امور نے حبیب جالب صاحب کی تقریر پر مخالفت کی، آپ اس طرف چل دیئے۔ ایک لمحہ، میں ان کو کہہ رہا تھا کہ اب چیئرمین صاحب نہیں مانیں گے، ایک لمحہ انہوں نے آنکھ کا اشارہ کیا، آپ نے اتفاق فرما لیا۔

جناب چیئرمین۔ تو کیا کریں؟۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ آپ اس طرف ایسے متفق ہوتے ہیں۔ خدا کے واسطے میں آپ کو----

جناب چیئرمین۔ جی Consensus کی خاطر سب کچھ کرنا پڑتا ہے۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ نہیں جناب چیئرمین! consensus overwhelming کہ ہاؤس میں majority بالکل اپوزیشن کی ہے۔ آپ کو ہماری استدعا ایک آنکھ بھی نہیں بھائی لیکن میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ کچھ زیادہ ہوتا جا رہا ہے کہ آپ کی نظر کرم صرف اس طرف رہتی ہے۔

جناب چیئرمین۔ نہیں، نہیں اگر آپ پانچ بجے آتے تو ساری نظر کرم اس طرف تھی۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ جناب چیئرمین! یہ benches بھی اس ہاؤس کے ممبران کے

benches ہیں۔

جناب چیئرمین ۔ اعتزاز احسن صاحب آپ ان سے پوچھیں پانچ بجے سے لے کر ' سات بجے تک کن پر نظر کرم تھی۔

چوہدری اعتزازاحسن۔ جناب میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ بھی کوئی نظر کرم نہیں کیونکہ آپ ہماری درخواست پہ ہمارے ممبران کو نہیں لا رہے۔ جب ان کی درخواست ہو ' ان کے ممبران آ رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! وہ بھی ہمارا مدعا تھا۔ میں آپ کی بصد احترام ' بڑی عاجزی کے ساتھ بظاہر جانبداری کی وجہ کے ساتھ۔۔۔۔

جناب چیئرمین۔چلیں ' اس پہ بات ہو جائے گی۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ ہمیں یہ نظر آتا ہے اور بڑے احترام سے اور بڑے ادب سے عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ ہم اپوزیشن والے گزارش کرتے رہے کہ حبیب جالب کو بات کرنے دیں۔

جناب چیئرمین۔میں تو اب بھی request کرتا ہوں کہ let us follow the rules

چوہدری اعتزار احسن۔ اور ان کے جادو سے کچھ نکلے ' یہ جادو بڑا جادو ہے ' یہ زہر حلال ہے۔

جناب چیئرمین ۔ اب آپ آگے چلیں۔ اب کیا کرنا ہے How do we proceed further? ایک منٹ جی اعتزاز صاحب کو بات ختم کر لینے دیں۔ جی جناب۔ خواجہ صاحب please sit down بات آگے چلانے دیں rules کے مطابق کام کرنے دیں۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ جناب Rules کے مطابق چلنا ہے۔

جناب چیئرمین۔ کوشش تو کرنی ہوتی ہے۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ انگریزی میں کہتے ہیں

The 'Acquittance' varies with the length of the Chancellor's foot. Here your discretion goes alongwith the Parliamentary Affairs Minister or the Law Minister or some Treasury Benches.

جناب چیئرمین۔ چلیں بات ہو گئی ہے، آگے چلیں let us go اب یہ ہے کہ یہ جو President's address ہے، کیا کرنا ہے، کتنے دن رکھیں ، کیا کریں کہ یہ ختم ہو تا کہ آپ کوئی Foreign Policy کی debate مانگ رہے تھے۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ جناب میرا خیال ہے کہ اس address کو ہوئے بہت عرصہ ہو گیا ہے اور بہت سارے واقعات اس میں آئے ہیں، fortunately اس حوالے سے، اس خطاب پہ جب بحث ہوتی ہے تو ہر بات کی جا سکتی ہے ۔ اس کے لئے پانچ دس منٹ دے دیں میں پارلیمانی امور کے وزیر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیتا ہوں۔ کتنے سپیکرز ہیں، کتنا کیا ہے۔ ایک دم عرض کرنا ذرا مشکل ہے۔

جناب چیئرمین۔ چلیں ٹھیک ہے۔ آپ اس طرح کریں آج بات کر کے تو at least by tomorrow, so that we are clear as to how do we proceed?

چوہدری اعتزاز احسن۔ میں قوت خاص کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کی وساطت سے آپ سے گزارش کروں گا۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب اقبال حیدر صاحب۔

سید اقبال حیدر۔ میں آپ کی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ item No.3 میں معزز وزیر صاحب نے Establishment Division کی جانب سے ایک رپورٹ پیش کی ہے

PRESENTATION OF FPSC ANNUAL REPORT FOR THE YEAR 1996

Federal Public Service Commission Annual Report for the year 1996 as required under section 9 (1) of the Federal Public Service Commission Ordinance, 1977.

Sir, as you know that the Federal Service Commission is constituted under Article 242 of the Constitution and whereunder it has been given specific fucntions. My objection relates to the violation of the Constitution as well as of

the Ordinance of 1977.

APPOINTMENT OF THE CHAIRMAN OF THE FPSC

Sir, first I will draw your attention that under Article 242, (1) (a), the Chairman of the Public Service Commission constituted in relation to the affairs shall be appointed by the President in his discretion. Sir, he was appointed, Mr. Justice Mirza, was the Chairman, at the time and during the period which relates to this report, you would notice sir, my first objection is on page VII, " The Composition of the members of the Commission". They have given date of retirement of all other members except Justice Zafar Hussain Mirza. That means رپورٹ چیئرمین صاحب کو دیں بڑا that perhaps he will never retire. On page VII sir, اہم نکتہ ہے

جناب چیئرمین۔نہیں اس کا laying of report سے کیا تعلق ہے۔

سید اقبال حیدر۔ میں آ رہا ہوں رپورٹ سے متعلق ہے

because the report appears to have been signed by somebody else, styling himself as the Chairman of the Federal Public Service Commission. But the present Chairman. But according to this report, Justice Zafar Hussain Mirza has never retired. See, Roman Page 7, initially,

بالکل شروع میں جناب

جناب چیئرمین۔ رومن صفحہ سات اچھا۔

سید اقبال حیدر۔ یہ پہلے تو introduction ہے

by Mr. Mumtaz Gul, who is presently styling himself as the Chairman of the Federal Public Service Commission. But on page VII Sir, they give you the list of the members comprising the Commission. In that, they admit that Justice Mirza

has not retired because all other members who have retired, their names are appearing there. And at the same time, the contradiction is that the report is being signed by Mr. Mumtaz Gul, who was definitely - I can say with confidence and without fear of contradiction that in 1996, Mr. Mumtaz Gul was not the Chairman of the Public Service Commission, one point sir. That is one mis-representation.

Second sir, if you read, the Federal Public Service Commission Ordinance 1977 sir, Section 9, under which this report has been presented, then you will notice sir, Section 9 reads, " It shall be the duty of the Commission to present to the President, Annually a report on the work done by the Commission, and the President shall cause a copy of the report to be laid before the National Assembly and the Senate".

My submission is that the intents and purposes of this section and requirement under this section have not been fulfilled because the report has been presented as late as after two years and not annually, and it should have been presented in 1997 - latest by 1997 for the year, financial year ends on 30th of June 1996. So, it could have been presented within next three to four months. And there is an undue delay and there is no explanation in the report about this undue delay and default in compliance with the requirement of the law. This is my point of order on the basis of the Ordinance as well as the Constitution that the report should have been signed by the Chairman of the Commission for the period for which this report pertains.

جناب چیئرمین۔ نہیں دیکھیں آپ کی یہ بات تو مناسب لگتی ہے کہ اگر 1996 کی رپورٹ 1997 میں آنی چاہیئے لیکن let's say کہ جب by 1997 رپورٹ تیار ہوتی ہے تو چیئرمین صاحب اگر ریٹائر ہو جائیں تو پھر کون sign کرے گا۔

Syed Iqbal Haider: I can see to that sir. But the report says that he has not retired.

جناب چیئرمین۔ دیکھیں رپورٹ کے کہنے سے تو نہیں ہوتا وہ تو ایک factual چیز ہے whether a person has retired or not that is a factual thing لکھا ہے یا نہیں لکھا ہے۔ انہوں نے جو point raise کیا ہے اس پر آپ کچھ پتہ کرلیں،

میاں محمد یسٰین خان وٹو۔ جناب اس delay کی وجہ معلوم کی جائے گی اور انشا اللہ کوشش کروں گا کہ آئندہ delay نہ ہو لیکن at this stage, lay کرتے وقت تو اس پر بحث مناسب نہیں ہے ۔ انشا اللہ کوشش کریں گے کہ آئندہ ایسی بے ضابطگی نہ ہو اور جو اب بھی delay ہوئی ہے اور جو دیر ہوئی ہے اس کی وجوہات کیا ہیں اس کا ہم پتہ کرلیں گے ۔

چوہدری محمد انور بھنڈر ۔ جناب عالی ! میں بھی اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب نے دیکھا ہو گا کہ سیشن end ہونے پرہمیں ملتا ہے کہ pending business کیا ہے ۔ اگر ہم اس pending business کو دیکھیں تو بہت سے سالوں کی Council of Islamic Ideology کی رپورٹیں ہیں ، پبلک سروس کمیشن کی رپورٹیں ہیں ۔ غالباً نہ تو اس وقت رضا ربانی صاحب نے کبھی تکلیف گوارا کی تھی کہ کسی رپورٹ پر discussion کروا دیتے ۔ اور وہ تمام رپورٹس جو ہیں وہ discussion کے لیے پڑی ہوئی ہیں ۔ اور وہ رپورٹیں کبھی بھی اس ہاؤس میں discuss نہیں ہوئی ہیں۔ وہ جب پیش کی جاتی ہیں، مثلاً یہ رپورٹ اگر پیش کی گئی ہے تو اس پر بھی discussion کا موقع ایوان میں ہونا چاہیے اور ان رپورٹوں پر بھی جو پرانی pending ہیں۔

FIXING A DATE TO START THE DISCUSSION ON THE PRESIDENTIAL ADDRESS

Mr. Chairman: I would request the Leader of the House and the Leader of the Opposition

کہ وہ طے کرلیں طریقہ کار۔

چوہدری اعتزاز احسن - میں اس پر ایک بات عرض کروں جناب - مسئلہ یہ ہے کہ اگر حکومت اپنی آئینی ذمہ داریاں پوری کرے اور اس ہاؤس کا اجلاس وقتاً فوقتاً اور کچھ خاص مدت کے لیے اجلاس طلب کرے۔ یہ نہیں کہ ایک دن کے لیے یا دو دن کے لیے ' یہ میں نہیں مانتا - جس طرح آپ نے بلایا ہے ' بڑا اچھا کام کیا ہے - پر وہ چھ اگست کو ایک دن کا تھا - ایک جوائنٹ سیشن اس سے پہلے چھ جون کو ہوا بلایا ایک دن کا تھا - ایسے نہیں مطلب باقاعدہ اجلاس ہو - اول تو دنیا میں جو پارلیمنٹ ہیں وہ سارا سال ہی in session رہتی ہیں' بیچ میں بریک آتی ہے کہ یہ summer vacations ہیں ' یہ Christmas vacation ہے' یہ winter vacations. ہیں یہ اس قسم کا ہوتا - یہ رپورٹ آئی ہے ' اس پر بحث کے لیے ایک مناسب وقت نکالا جا سکتا ہے - دوسری رپورٹس میں بھنڈر صاحب کی بات کی میں بالکل تائید کرتا ہوں کہ سب رپورٹوں پر بحث ساتھ ساتھ ہونی چاہیے لیکن معاملہ یہاں یہ ہے کہ حکومت نے سینٹ کو 1998 میں آج بلایا ہے چار پانچ مہینوں کے بعد - یہ علیحدہ بات ہے کہ ہم نے requisition کیا اجلاس - انہوں نے نہیں کیا - اب کہاں بحث ہو گی ؛ کہاں غور ہو گا - یہ ہماری آئینی ذمہ داریاں ہیں ' یہ ایوان انہیں اس طرح پوری نہیں کر سکتا۔ ان سے پھر عہدہ برا نہیں ہوا جا سکتا - کیونکہ یہ حکومت پہلی حکومت ہے جس نے اتنی تاخیر کے بعد بھی سینٹ کا اجلاس نہیں بلایا - اب جو سینٹ کا اجلاس ہے ' میں چاہتا ہوں ' ہم آپ کو عرض کردیں کہ اس میں ایک تو President's Address ہے ' چونکہ ایک آدھ دن کے لئے بلانے پر ہم یقین نہیں رکھتے - ایک بات - جس طرح وزیر خارجہ صاحب نے ابھی فرمایا پہلے کہ فارن پالیسی پر ایک focus اجلاس دو تین دن کا ہونا چاہیے - دوسری بات - اور تیسری بات بھنڈر صاحب کی' اسی اجلاس میں ہم آپ کو ٹائم فریم پیش کرتے ہیں کہ دو تین روز کسی کمیٹی کی رپورٹ یا کونسل کی رپورٹ ' پبلک سروس کمیشن ہے یا Council of Islamic Ideology ہے ان کی رپورٹ کو ہم دیکھ لیں کہ کون سی زیادہ relevant ہے اور دو تین دن اس پر بھی دیتے ہیں -

Mr. Chairman: I can request you and the Leader of the House, we can sit together and ...

چوہدری اعتزاز احسن : کوشش کریں گے کہ اسی session میں کچھ ہوجائے۔

Mr. Chairman: O.K.

میاں محمد یسٰین خان وٹو : میں ایوان کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا لیکن بار بار یہ اعتراض کیا گیا کہ ہم نے اس ایوان کا اجلاس نہیں بلایا۔ میں عرض کروں گا کہ آئین کے مطابق اس ایوان نے سال میں نوے دن کے لئے آئینی طور پر meet کرنا ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : بات تو سن لیں۔ رضا صاحب بات تو سن لیں۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو : کم از کم بات سننے کا تو حوصلہ رکھیں۔ اور پھر کوئی اجلاس ۱۲۰ دن سے زیادہ عرصہ کے لئے نہ روکا جائے۔ یعنی ۱۲۰ دن کے اندر اندر اجلاس بلانا ہے اور نوے دن تک ایک سال میں اجلاس بلا نا ہے۔ اور جناب والا اجلاس بلانے کے دو طریقے ہیں۔ صدر صاحب اجلاس بلاتے ہیں یا ممبر صاحبان جو ہیں وہ requisition دے سکتے ہیں۔ جب اجلاس ہوتا ہے تو گورنمنٹ کا بلایا ہوا اجلاس اور requisition کیا ہوا اجلاس دونوں ایک ہی حیثیت رکھتے ہیں ان میں کوئی فرق نہیں ہے ہم نے جناب والا! 20.4.98 کو اجلاس بلایا 11.5.98 کو ان کی requisition پر اجلاس ہو گیا۔ ان کی requisition پر بھی اجلاس ہو جائے تو وہ اسی طرح ہے جس طرح President summon کرتے ہیں۔

(interruption)

Mr. Chairman: I know. I know, but there is no harm in listening to him, you may disagree, fine.

اتنا بھی حوصلہ نہیں رہا آپ لوگوں میں۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو۔ یہ میں عرض کروں گا کہ 20.4.98 سے آج تک یہ جو کہہ رہے ہیں کہ 120دن ہوئے ہیں اگر ان کی ہی بات مان لی جائے تو آج پھر بھی within time ہے لیکن چھ تاریخ کو جناب والا!۔

(interruption)

Mr. Chairman: Raza Sahib , you may disagree with what he is saying

but how can you stop him from talking. Please sit down. You have not been permitted to speak Raza Sahib, please sit down.

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ فاضل ممبر صاحب حکومت میں بھی بڑے active minister تھے۔ اب بھی بڑے active member ہیں لیکن اتنا حوصلہ تو ہونا چاہئے کہ آپ اختلاف کر رہے ہیں میری بات سے، ٹھیک ہے، لیکن میری بات تو سنیں۔ آپ اپنی بات تو سنانا چاہتے ہیں ہر قیمت پر لیکن اس کا جواب نہیں سننا چاہتے کسی قیمت پر، یہ بات درست نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ اپنا شعر سنا جاتے ہیں لیکن آپ کا شعر نہیں سنتے ہیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ ایک تو چھ اگست کو بھی اجلاس ہوا اور فاضل ممبر اس میں موجود تھے وہ requisitioned نہیں تھا گورنمنٹ نے بلایا۔

میاں رضا ربانی۔ چھ اگست کا اجلاس چیئرمین نے کال کیا تھا۔

Mr. Chairman: No. No. It was on my request.

Mian Raza Rabbani: Why the government is taking credit of that.

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ پھر اس کے بعد joint sitting بھی جو حصہ ہے اس کا۔

جناب چیئرمین۔ اچھا اب ہو گئی ناں بات میاں صاحب۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ لہٰذا آئینی طور پر ہم نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس پر کسی قسم کا اعتراض کیا جا سکے۔

جناب چیئرمین۔ آئینی طور پر آپ صحیح ہیں۔ آئینی طور پر ٹھیک ہیں آپ۔ Now who is going to speak on the President's Address. مولانا عبدالستار خان نیازی صاحب نے بات کرنی ہے، آج تقریر کرنی ہے؟

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی۔ کل کریں گے جی۔

جناب چیئرمین۔ اچھا کل کریں گے آپ ۔ جی اعتزاز صاحب آپ کا کوئی فیصلہ ہوا ہے آپس میں۔

سید اقبال حیدر۔ جناب پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین۔ بہت ہوگئی ہے اقبال حیدر صاحب ۔

سید اقبال حیدر ۔ جناب چیئرمین! نہیں ؛ میں ان کا بڑا ادب کرتا ہوں وہ میرے بزرگ ہیں ، میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ جب ان کا appointment ہوا تھا آپ یقین مانیں مجھے خوشی ہوئی تھی کہ ایک جہاں دیدہ' ایک منجھی ہوئی شخصیت اس عہدے پر آئی ہے۔ تو انہوں نے اس وقت ایک پریس کانفرنس کی تھی اور انہوں نے کہا تھا کہ میں پارلیمنٹ کے اجلاس کیلنڈر کے مطابق چلایا کروں گا adhocism کا شکار نہیں ہو گا اور یہ انہوں نے یقین دہانی کرائی تھی کہ ان کے دور وزارت میں باقاعدہ کیلنڈر پر ' اپوزیشن کے ساتھ مل کر تاریخوں کا تعین کریں گے کہ اجلاس کب بلائیں اور کتنے دن کا بلائیں اور اس کے بعد اس کیلنڈر کے مطابق ہی اجلاس بلائے جائیں گے ۔ اس طرح سے نہیں ہو گا کہ اچانک بلا لیا جائے ۔ تو میں صرف یاد دلانا چاہتا ہوں وٹو صاحب کو کہ ہو سکتا ہے کہ آپ کے حکومت کے دیگر محکمے شاید آپ کی اس رائے کی حمایت نہیں کرتے ۔ میں چاہتا ہوں کہ وٹو صاحب کی حکومت ان کے اپنے وزیر کی یقین دہانی کا تو پاس کریں اور ایک باقاعدہ کیلنڈر وضع کیا جائے ' اس کے مطابق سیشن بلائے جائیں ۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین۔ اچھا ۔ اب اعتزاز صاحب کوئی بات ہوئی ہے آپ کی کہ how do we proceed from here. جی اعتزاز صاحب ۔

چوہدری اعتزاز احسن ۔ جی کیا proceed کریں وزیر صاحب کا عذر گناہ بدتر از گناہ ۔

جناب چیئرمین۔ اب چھوڑیں ناں اس بات کو وہ بات ختم ہو گئی ۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ آپ نے بادشاہ کی کہانی تو سنی ہو گی ناں ۔

جناب چیئرمین۔ کون سی والی۔

چوہدری اعتراز احسن۔ وہ بادشاہ والی کہ حمام میں ایک ملازم غلطی سے چلا گیا، تو وہ پکڑا گیا ۔ بھئی تم کیسے چلے گئے ، اس کو دربار میں پیش کیا گیا ۔ اس نے کہا جناب مجھ سے غلطی ہو گئی ، یہ گناہ کا عذر جو دے رہا تھا ، اس نے کہا میں سمجھا تھا کہ ملکہ صاحبہ بھی نہا رہی ہیں ۔ تو یہ عذر گناہ بدتر از گناہ ۔ اب یہ کہتے ہیں کہ ہم نے چھ اگست کو بھی بلایا اور جو اپوزیشن نے بلایا ہے اجلاس ٹھیک ہے وہ آئینی اعتبار سے وہ ایک پیمانے پر پورے اترتے ہوں گے۔ پر میاں صاحب سے یہ توقع نہیں تھی۔ اب میاں صاحب کے ساتھ کل بیٹھ کر ہم نے طے کیا جی کہ Presidential Address ______

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آج نہیں شروع کرنا یہ۔

چوہدری اعتراز احسن: نہیں اگر کوئی صاحب آج بولنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

Mr . Chairman: Anybody who wants to speak on President's Address.

چوہدری اعتراز احسن: حکومت کی طرف سے اگر کوئی بولنا چاہ رہے ہیں تو بے شک وہ بولیں۔

جناب چیئرمین: اس کو کتنے دنوں تک چلنا ہے۔

چوہدری اعتراز احسن، جناب یہ کل ہم آپ کو Presidential Address, اور ایک آدھ رپورٹ Foreign Policy ، جس طرح بھنڈر صاحب نے کہا یہ بھی بڑی ضروری روایت ہے، ان تینوں کے بارے میں ہم کل آپ کو پروگرام دے دیں گے۔

Mr. Chairman: Now, the *sarkari part* is over.

جی جناب راشدی صاحب۔

جناب حسین شاہ راشدی: جناب میں ایک point of personal explanation پر rise ہوا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ میں نے جو ایک point of order اٹھایا تھا وہ بہت ہی اہم اور serious نوعیت کا تھا۔ اتفاق سے معلوم نہیں کیوں بھنڈر صاحب نے اس کو non-serious سمجھا

اورمضحکہ خیز کہا۔ گزارش یہ ہے کہ یہ point of order مضحکہ خیز نہیں تھا اور اس ایوان میں اس قسم کی serious باتیں ہونی چاہئیں۔ پوری دنیا صدر کلنٹن کے اس act پر مضطرب رہی ہے۔ خود ہم لوگ سارے BBC سنتے ہیں کہ صدر کلنٹن نے کیا کیا ہے۔ چالیس کروڑ ڈالر امریکہ کے سرکاری خرچ ہوئے ہیں۔ پھر کل اگر صدر کلنٹن جاتا ہے اور ال گور آتا ہے تو ممکن ہے کہ امریکن پالیسی جو ہے وہ تبدیل ہوجائے اور عالمی سیاست پر اس کا اثر پڑے اور اس کا پاکستان پر بھی اثر پڑے گا۔

جناب چیئرمین: نہیں آپ ان کی explanation دے رہے ہیں یہ تو، آپ اپنا بتائیں ناں کہ آپ کا کیا کردار ہے۔

جناب حسین شاہ راشدی: میں جناب گزارش کرتا ہوں کہ جناب میرے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ میں بہت گہرائی میں گیا مگر بھنڈر صاحب وہاں تک پہنچ نہیں پائے۔ انہوں نے اس جنسی فعل پر اپنے آپ کو محدود رکھا ہے تو وہ واقعی مضحکہ خیز ان کو معلوم ہوگا کیونکہ یہ عمر کے اس پیٹے میں ہیں کہ اس طرح کی چیزیں واقعی مضحکہ خیز معلوم ہوتی ہیں۔

Mr. Chairman: However, as I said, this pertains to a foreign head of State, this is not a valid point of order, this point of order ruled out of order. So, we will meet tomorrow in the morning at 9.30 A.M.

[The House then was adjourned to meet again at thirty minutes past nine in the morning on Friday the 21st August, 1998.]